سوال

(81)مانع الزکوۃ کی نماز

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زکوۃادانہ کرنے والے کی نمازقبول نہیں۔(حدیث مبارکہ)بے نمازی کاکوئی عمل قبول نہیں۔(حدیث مبارکہ)کی مکمل وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

سائل کی یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ سوال کی ابتدامیں حدیث کے نام سے چندالفاظ کاترجمہ کرکے لکھتاچلاجاتاہے لیکن اس حدیث کاکوئی حوالہ لکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتایہ طریقہ کارصحیح نہیں توحیدکے متعلق سوال میں بھی موصوف نے یہ طرزعمل اختیارکیاتھالیکن وہ حدیث چونکہ مشہورتھی اورصحیحین وغیرہماکتب حدیث میں موجودہے۔لہذااس کاجواب تواپنےناقص علم کے مطابق عرض کردیالیکن اس سوال میں حدیث کے جوالفاظ ذکرکیےگئےہیں ان الفاظ سے مروی احادیث مجھے یادنہیں کہ کس کتاب میں مروی ہیں۔اگرکتب احادیث کے دفاترکی چھان بین کرتے ہیں تواس کےلیے کافی وقت درکارہےاورنیتجہ کایقین نہیں کہ کیانکلتاہے۔لہذاسائل پرلازم تھاکہ ان الفاظ سے مروی کی روایات متعلق کسی حدیث کی کتاب کاحوالہ درج کرتا۔تاہم سائل نے ان احادیث کی بناء پرجوسوال واردکیاہے اس کے متعلق میں ذیل میں ذراتفصیل سے اپنی گزارشات پش کرناچاہتاہوں۔کیونکہ اس ضروری تفصیل کے بغیرمسئلہ واضح نہیں ہوگا۔وباللہ التوفیق وھومنعم الرفیق!

اس بات میں ذراشک نہیں کہ نمازاورزکوۃایمان کے اہم اجزاءہیں اوراسلام کے نہایت عظیم رکن ہیں۔

دلیل نمبر1 :......

فَإِذَا نسَلَخَ لأَشْهُرُ لحُرُمُ فَ قْتُلُوا لمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَ حْصُرُوهُمْ وَ قْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا لصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا لزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ للَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (التوبة:٥)

‘‘جب حرمت والے مہینے گزرجائیں تومشرکین کوجہاں پاوقتل کردواورانہیں پکڑواوران کاگھیراوکرواورہرگھات میں بیٹھ جاوپھراگروہ شرک سے توبہ کریں اورنمازقائم کریں اورزکوۃ اداکریں توانہیں چھوڑدو۔’’

اس آیت سے معلوم ہواکہ شرک سے توبہ ثابت ہونے کے علاوہ نمازکی اقامت اورزکوۃکی ادائیگی نہایت ضروری ہے تب جاکرمشرکین کی جان بخشی ہوگی اوراس سورۃمیں آیت نمبر11میں یہ الفاظ ہیں:

فَاِن تَابُوا وَأَقَامُوا لصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا لزَّكَوٰةَ فَاِخوَٰنُكُم فِي لدِّينِ (التوبة:١١)

''یعنی اگر یہ مشرکین شرک سے تائب ہوجائیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

اس آیت کریمہ نے صاف ظاہر کردیا کہ شرک سے توبہ کرنے کے بعد جب تک نماز قائم نہ کریں اور زکوۃ ادا نہ کریں تب تک اسلامی اخوت میں داخل نہیں ہوسکتے۔

سورۃ النساء 102 میں صلاۃ الخوف کی ترتیب سمجھائی گئی ہے ،یعنی جنگ اور خوف کی حالت میں بھی نماز ترک نہیں کرنی البتہ اس کا خاص طریقہ وترتیب سمجھایا گیا اور آخر میں ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ الصَّلَاۃَ کَانَت عَلَی المُؤمِنِینَ کِتَابًا مَّوقُوتًا (النساء:١٠٣)

''بے شک مومنین پر نماز مقررہ وقت پر ادا کرنا فرض ہے۔''

سورۃ البقرۃ 239 میں ارشاد ربانی تعالی ہے:

فَاِن خِفتُم فَرِجَالًا اَو رُکبَانًا (البقرۃ:٢٣٩)

''اگر تم حالت خوف میں ہو یا پیدل ہو یا سوار ہو تب بھی نماز ادا کرو۔''

یعنی ایسی تشویشناک حالت میں بھی ترک نماز کی اجازت نہیں۔ سخت بیمار ہے تو بیٹھ کر پڑھے بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر اشاروں سے پڑھے۔ نماز کی اہمیت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کفار کو جہنم کے عذاب کے لیے کفر ہی کافی ہے۔ تاہم انہیں ترک نماز کا عذاب بھی ہوگا۔

جس طرح سورۃ المدثر میں ہے کہ اہل جنت جہنمیوں سے پوچھیں گے کہ تم لوگوں کو جہنم میں کس چیز نے داخل کیا؟ وہ جوابا کہیں گے:

قَالُوا لَم نَکُ مِنَ لمُصَلِّینَ (المدثر:٤٣)

''ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔''

یقینا زکوۃ بھی نماز کی طرح فرض ہے نماز بدنی عبادت ہے اور زکوۃ مالی عبادت ہے اس کا منکر بھی کافر و مشرک ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ سے قتال کیا قرآن کریم اور صحیح احادیث مبارکہ میں مانعین زکوۃ کے متعلق کتنی ہی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں جن کا ذکر طوالت کا سبب ہے۔ تاہم نماز اور زکوۃ میں بہت فرق ہے۔ زکوۃ صرف صاحب نصاب پر ہے جو نصاب کا مالک نہیں اس پر نہیں اور فرض بھی سال میں صرف ایک مرتبہ ہے، لیکن نماز ہر ایک پر فرض ہے۔ امیر ہو یا غریب ہوں، بادشاہ ہو، یا رعیت، مرد ہو یا عورت ہو بیمار ہو یا تندرست ہو سفر میں ہو یا حضر میں ہر ایک پر ہر دن ورات پانچ وقت فرض ہے دنیا میں مسلمان کی علامت بھی یہی ہے کیونکہ زکوۃ ہر کسی پر فرض نہیں۔

لہذا جو باقاعدہ نماز پڑھتا ہو وہ مسلمان و مومن ہے اور جو تارک نماز ہے وہ ہماری اسلامی برادری سے (قرآن کریم کی مذکورہ بالا نص کے مطابق) خارج ہے۔ اس لیے کہ ایمان ایک ایسی چیز ہے جو دل سے تعلق رکھتی ہے اور اس پر اللہ تعالی کے علاوہ کوئی دوسری مخلوق اطلاع نہیں پا سکتی۔ لہذا ایمان اور سچے اسلام کی ظاہری علامت یہی نماز رکھی گئی ہے۔ اسی طرح اگر نمازی ہوگا تو قبر میں بھی اسے نماز یاد آئے گی اور منکر و نکیر سے کہے گا مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھتا ہوں یعنی یہ ایمان کی علامت قبر میں بھی قائم رہے گی اسی طرح تیسری اور آخری منزل آخرت میں بھی اسی نماز اور وضو کی وجہ سے اس کے اعضاء وضو کے نور سے چمک رہے ہوں گے اور یہی نبی کریم ﷺ کے امتی ہونے کی نشانی ہوگی اور دیگر امتوں میں یہ نشانی نہ ہوگی۔ پھر جو کوئی شخص تارک نماز ہے، اس کے لیے اس طرح کا کوئی امتیاز و علامت نہ ہوگی۔

(جس طرح مسند احمد وغیرہ میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے) اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اورابی بن ابی خلف کے ساتھ ہوگااوریہ بھی صحیح حدیث میں وراد ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیااس کے الفاظ اس طرح ہیں :

((من ترک صلاۃ متعمدا فقد کفر)) (اتحاف:۳_۱۰)

یہ مشہور حدیث ہے تاہم ان سب باتوں کے باوجوداگر کوئی شخص نماز کی فرضیت پر ایمان رکھتا ہے اس کی فرضیت کا انکار نہیں کرتااس بارے میں علماء کرام میں اختلاف ہے ۔تاہم تمام مکتب فکر کے محققین ایسے شخص کے متعلق (جو کفر کا اطلاق ہوا ہے) اس کے متعلق ان کہنا ہے کہ یہ کفر مخرج عن الملۃ نہیں ۔ راقم الحروف بھی اسی زمرہ میں شامل ہے ۔

(1) :......جس طرح اعمال صالحہ ایمان کے اجزاء ہیں اسی طرح اعمال فاسدہ (گناہ) کفر کے اجزاء ہیں، نماز بھی اعمال کے باب میں داخل ہے اوریہ ایمان کا اہم جزہے اس کا ترک گناہ کبیرہ ہے اوریہ کفر کے اجزاء میں سے ایک سنگین جزہے بسااوقات کسی چیز کے اہم جن پر کل کا اطلاق کیا جاتا ہے اوریہ صرف عربی زبان میں نہیں بلکہ ہر زبان میں مستعمل ہے ۔ مثلاکسی انسان، گھوڑے یا گدھے وغیرہ کے صرف سر کو دیکھ کر ہم کہا کرتے ہیں کہ یہ آدمی ہے اوریہ گھوڑا ہے یہ گدھا ہے حالانکہ انسان صرف سر کا نام نہیں بلکہ اس کے ساتھ دیگر کئی عضو ہیں جن کے مجموعہ کوانسان کہا جاتا ہے ۔ لیکن سرایک ایسااہم عضو یا جزہے جس کے مقابلے میں دیگر عضو وجزاتنے اہم نہیں ، اس لیے صرف سر پر کل ، انسان ، گھوڑے ، گدھے کا اطلاق کیا گیا ہے لیکن اگر کسی انسان کی ٹانگ یا بازو دیکھ کر اس طرح نہیں کہا جاتاکہ یہ انسان ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ یہ انسان کی ٹانگ یا بازو ہے ۔ اس سے معلوم ہواکہ ایک چیز کے نہایت اہم جزپر کل کا اطلاق اہل زبان کے ہاں معروف ہے ۔

(2) :......اسی طرح کسی شخص وغیرہ میں کسی حیوان وغیرہ کے ساتھ کسی خاص صفت میں مشابہت باتم وجوہ موجود ہوتی ہے تواس صفت مشابہت کو مد نظر رکھ کر اس پر اس حیوان وغیرہ کا اطلاق کیا جاتا ہے ۔ مثلاکہا جائے کہ : ''زید اسد (زید شیر ہے) ظاہر ہے کہ زید شیر کے ساتھ ظاہری جسمانی ساخت وبناوٹ کے لحاظ سے ہر گز مشابہ نہیں لیکن شیر کی شجاعت عام طور پر مشہور ہے اس لیے زید پر اس کی اسی صفت کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اسد (شیر) کا اطلاق کیا گیا اسی طرح کسی کند ذہن یا بے وقوف شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ تو کوئی گدھا ہے اس میں بھی یہی حقیقت ہے کہ حمار (گدھا) کی صفت کے ساتھ آدمی کو مشابہہ قرار دے کر اسے گدھا کہا گیا ہے ۔ حالانکہ ان اطلاقات کے باوجود کوئی بھی عقلمند آدمی یہ نہیں کہے گا کہ واقعتاوہ آدمی شیر (پھاڑنے والاجانور) یا حقیقی طور پر گدھا ہے ۔

(3) :......کفر کا اطلاق شریعت میں کفران نعمت (ناشکری) پر بھی ہوا ہے ۔ مثلا صحیح بخاری میں وغیرہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے فرمایاکہ مجھے دیکھنے میں آیا ہے کہ تم اکثر جہنم کی آگ میں ہوانہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کس بنا پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ''تکفرن ''تم کفر کرتی ہوانہوں نے پھر دریافت کیا اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرتی ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔ شوہر ہمیشہ عورت سے بہتر طریقے سے پیش آئے گا لیکن کبھی اتفاقا کوئی بات اس کی مرضی کے خلاف کربیٹھا یا اس کا کہنا نہ مانا تووہ کہے گی تونے میرے ساتھ کبھی بھی احسان نہیں کیا ۔

بہر حال کفر کا اطلاق ناشکری پر بھی ہوا ہے ۔ اسی طرح قرآن کریم میں بھی متعدد مقامات پر ''کفریا کفور'' وغیرہ الفاظ ناشکری کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں ۔ اسی طرح کفر کا اطلاق کفر مخرج عن الملۃ سے کم درجے پر بھی ہوا ہے ۔ ایسی احادیث پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''کفر دون کفر'' کا باب منعقد فرمایا ہے ۔

مثلا صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ :

((سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر)) صحیح البخاری : کتاب الایمان 'رقم الحدیث :۴۸.

''مسلمان کو برا بھلا کہنا فسق ہے اوراس سے قتال کرنا کفر ہے ۔''

حالانکہ قرآن کریم سورۃ الحجرات میں ہے کہ :

وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا (الحجرات:٩)

''اگر مومنین کی دو جماعتیں آپس میں قتال کریں تو ان دونوں میں صلح کرادو۔''

یعنی مسلمان مسلمان کے ساتھ قتال کرنے کے لیے تلوار لے کر نکلا ہے لیکن تب بھی اللہ تعالی اسے مومن کہتا ہے، پھر حدیث شریف میں اس پر جو کفر کا اطلاق ہوا ہے وہ اس لیے کہ

یہ قتال بہت بڑا گناہ ہے اور کفر کے اجزاء میں سے ایک اہم جزء ہے کہ اس کی اہمیت و سنگینیت کے لحاظ سے جزء پر کل کا اطلاق ہوا۔ یعنی ایک مسلمان کے ساتھ قتال کافر ہی کر سکتا ہے مومن کبھی بھی ایسی جرات نہیں کرے گا۔

لہذا جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو مارنے کے لیے تیار ہوا ہے تو اس نے کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کی پھر جب کند ذہن انسان کو گدھا کہا گیا اسی طرح کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے پر کفر کا اطلاق ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں گدھا بن گیا ہے۔ اس کا مطلب کوئی یہ بھی اخذ نہیں کرتا کہ اس شخص نے واقعتاً گدھے کی شکل اختیار کر لی ہے بلکہ ہر کوئی یہی سمجھتا ہے کہ وہ آدمی بالکل بے وقوف اور کند ذہن بن گیا ہے۔

اسی لیے جو تارک نماز ہے اس نے چونکہ ایک نہایت سنگین جرم میں کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کی ہے لہذا اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ کافر ہو گیا ہے۔ اس طرح محققین علماء بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں یہ بھی اسی لیے کہ اس نے نہایت سنگین جرم کیا ہے اس جرم کی پاداش میں بطور سزا اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور اس طرح کا طرز عمل دیگر لوگوں کے لیے تنبیہ اور عبرت کا باعث ہے، آپ ﷺ تو مال غنیمت میں سے کوئی تقسیم سے پہلے کچھ چرا تا تھا اس کی نماز جنازہ بھی ادا نہیں فرماتے تھے اور اس طرح آپ ﷺ نے مقروض کی نماز جنازہ بھی ادا نہیں فرمائی۔ حالانکہ مقروض یا مال غنیمت میں خیانت کرنے والا کافر نہیں ہے۔ ہاں البتہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے اسی طرح خودکشی کرنے والے پر بھی آپ نے نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی۔

حالانکہ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر نہیں ہوا۔ صحیح مسلم میں ایسا غلام جو اپنے آقا سے بھاگ نکلے اسے بھی کافر کہا گیا لیکن وہاں پر بھی عبد آبق پر کفر کا اطلاق محض مبالغہ کے طور پر ہوا ہے لیکن اس سے مراد کفر مخرج عن الملۃ نہیں بلکہ کفر دون کفر مراد ہے۔

اس طرح کی دیگر امثلہ تلاش کرنے سے مل سکتی ہیں۔ اب ہم ایسے کچھ مثبت دلائل پیش کرتے ہیں جن سے معلوم ہو گا کہ تارک نماز (بشرطیکہ وہ اس کی فرضیت پر ایمان رکھتا ہو) ایسا کافر نہیں کہ وہ اصلا دین اسلام سے خارج ہو جائے یا دیگر مشرکین یا کفار کی طرح ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداود، نسائی اور ترمذی میں ایک روایت مروی ہے جس کے متعلق محقق العصر علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ (شاہ صاحب کا یہ فتوی اس وقت کا تحریر کردہ ہے جس وقت علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے جب کہ اب تو دونوں بزرگ علامہ البانی اور حضرت شاہ صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے رحمہم اللہ وادخلهما الجنۃ الفردوس: محمدی) مشکوۃ شریف کی تعلیقات میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں اور المستدرک حاکم میں بھی رجل من اصحاب النبی ﷺ سے روایت ہے اس کی سند بھی صحیح ہے۔

اس میں ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا پھر اگر نماز کا عمل درست نکلا تو وہ کامیاب ہو گیا اور ناجی ہوا۔ اور اگر نماز میں فساد ہوا اور کمی ہوئی تو وہ خائب اور خاسر ہو گا پھر اگر فرض میں کسی کی کمی نکلے گی تو رب تعالی فرمائے گا دیکھو اگر میرے بندے کی کوئی نفلی نماز ہے تو اس کے ذریعے اس کی فرض کی تکمیل کردو۔ اسی طرح اس بندے کے باقی دیگر اعمال کے ساتھ بھی یہی طرز عمل اختیار کیا جائے گا، یعنی اگر فرائض میں کچھ کمی ہو گی تو وہ نوافل کے ذریعے مکمل کر دیے جائیں گے۔''

کسی روایت میں یہ تصریح ہے کہ نماز کے بعد زکوۃ اور پھر دیگر اعمال کے متعلق اسی طرح طرز عمل اختیار کیا جائے گا یہ بات بالکل ظاہر اور عیاں ہے کہ اگر تارک نماز کا کفر مخرج عن

الملة ہوتوپھر (ایک کافراور مشرک) جس کے کچھ نیک اعمال ہوں مثلاً سخاوت ، یتیموں کاخیال رکھنا، صلہ رحمی وغیرہ وغیرہ تووہ اس کے شرک وکفر کے نقصان کو پورا کرسکتے ہیں ؟ ہر گز نہیں پھر اگر تارک نماز کے نقصان کے تکمیل نوافل کے ذریعے کی جائے گی تو پھر معلوم ہوا کہ ترک نماز سے ایسا کافر نہیں ہوا کہ اصلاً ملت اسلامیہ سے خارج ہوجائے بلکہ ایک کبیرہ وسنگین گناہ کا مرتکب ہوا ہے ۔

لہذا اللہ تعالی اپنی مشیت سے چاہے اسے سزا دے یا پھر معاف کردے ۔ البتہ ایسے بے نماز شخص سے ہم دنیا میں مسلموں کا سا برتاو کریں گے کیونکہ اس دنیا میں ایک مسلمان کی یہ بہت بڑی علامت ہے کہ وہ نمازی ہوتا ہے ۔ اگر نمازی نہیں ہے تو اسلامی برادری سے (بنص قرآنی) خارج ہے یہ اس لیے کہ وہ آدمی نماز کی فرضیت کا اگرچہ قائل بھی ہو لیکن ہمیں کیسے معلوم ہوگا ؟ کیونکہ ایمان ویقین تو دل میں ہوا کرتے ہیں اور دل اور نیت وارادے پر اطلاع تو اللہ تعالی کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں ، لہذا ہمارے نزدیک اس کے اندرونی ایمان کے متعلق علم کے حصول کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے ہم اسے اپنا مسلمان بھائی نہیں سمجھیں گے ۔

باقی اللہ سبحانہ وتعالی تو جانتا ہے یہ بندہ نماز کی فرضیت کا منکر ہے اور منکر نہیں لیکن سستی اور غفلت کے سبب اس کے ترک کا مرتکب ہوا ہے ، لہذا قیامت کے دن اس کا فیصلہ اللہ تعالی اپنے عمل کے مطابق فرمائے گا ۔

صحیحین وغیرہ کتب احادیث میں کتنی ہی ایسی احادیث وارد ہوئی ہیں جن کا مطلب ہے کہ بالآخر اللہ تبارک وتعالی ایسے اشخاص کو بھی جہنم سے نکال دے گا جن کا کوئی بھی نیک عمل نہ ہوگا صرف وہ کلمہ '' لاالہ الا اللہ '' پر کاربند ہوں گے یعنی وہ موحد ہوں گے اور شرک جیسے بدترین گناہ سے بے زار ہوں گے ۔ (توحید وشرک کی مکمل وضاحت سوال نمبر 1 کے جواب میں گزر چکی ہے ۔) ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تارک نماز ترک نماز کی وجہ سے ایسا مشرک یا کافر نہیں بن گیا جو ملت اسلامیہ سے دنیا وآخرت میں خارج ہوگیا ہو ۔

اگر یہ بات واقعتاً اسی طرح ہے تو پھر بالآخر اس کا جہنم سے نکلنے کا کیا مطلب ہے ؟ کیا حقیقی معنی میں کافر ومشرک بھی بالآخر جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیے جائیں گے ؟ باقی سائل صاحب نے (اس سوال میں) جن نیک اعمال کا تذکرہ کیا ہے اس کے متعلق گزارش ہے کہ آخرت کے معاملات یا فیصلہ جات یا اعمال کی جزاوسزا کے متعلق دنیاوی معیار وپیمانہ وغیرہ سے ہرگز کام نہ لیں وہاں اعمال کا وزن کیسے ہوگا ان کی صحت کا صحیح معیار کیا ہوگا اس کے متعلق کچھ کہنا نہایت ہی مشکل امر ہے کیونکہ یہ غیب کے معاملات ہیں جن تک ہماری پہنچ نہیں ہوسکتی ان پر صرف ایمان رکھنا ہے ہاں یہ ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی کسی کے ساتھ بھی ذرہ برابر ظلم وزیادتی نہیں فرمائے گا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظۡلِمُ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ ۚ وَ اِنۡ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفۡہَا وَ یُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡہُ اَجۡرًا عَظِیۡمًا (النساء : ٤٠)

یعنی اللہ تعالی ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ۔

وَ نَضَعُ الۡمَوَازِیۡنَ الۡقِسۡطَ لِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ فَلَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡئًا ؕ وَ اِنۡ کَانَ مِثۡقَالَ حَبَّۃٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ اَتَیۡنَا بِہَا ؕ وَ کَفٰی بِنَا حٰسِبِیۡنَ (الانبیاء : ٤٧)

'' قیامت کے دن ہم انصاف کا میزان قائم کریں گے پھر کسی کے ساتھ ظلم نہیں کیا جائے گا اگر کسی کا عمل رائی کے دانے کے برابر ہوگا وہ بھی لاکر حاضر کردیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں ۔ ''

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ﴿۷﴾ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال : ٧ ، ٨)

'' جس نے ذرہ برابر بھی نیک کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا ۔ ''

لیکن اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ۔ مثلاً ایک شخص کا عمل ایسا بہترین اور اچھا ہے کہ اس کی جزا جنت کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتی ۔ مثلاً اللہ سبحانہ وتعالی کی راہ میں جہاد کرکے شہید ہوجانا لیکن اگر اس شخص کے قتال وجہاد میں شرکت کرنے اور کفار سے مقابلہ کرنے کی نیت یہ نہ تھی کہ اللہ تعالی راضی ہوجائے یا '' لتکون کلمۃ اللہ ہی

العلیا'' کےلیے بھی نہ لڑابلکہ اس کی نیت یہ تھی کہ دنیا میں میری شجاعت ،جرات وبہادری مشہور ہوجائے تو یہ شخص صحیح احادیث کے مطابق شہادت کے باوجود جہنم میں داخل کردیاجائے گا۔

دوسری طرف اگرکسی آدمی کا کوئی نیک عمل ہے لیکن خوداس عامل کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں مگراس کی نیت میں اخلاص اور سچائی ہے اوروہ کام صرف اللہ سبحانہ وتعالی کی رضاکی خاطراورشوق ورغبت کے ساتھ کرتاہے جواللہ تعالی کی ذات بابرکات کوایسا پسند آجاتا ہے کہ وہ صرف اسی ایک عمل یازبردست اوعتقادی جزبہ کے سبب بہت ہی بلند درجات پرفائزہوجاتاہے بلکہ بعض لوگوں کے توسارے کے سارے گناہ صرف اس ایک نیکی کی وجہ سے ملیست ونابودو ختم ہوجاتے ہیں۔

صحیحین میں سیدناابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدناوامامنارسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا :

''ایک شخص تھاجس نے کوئی بھی نیکی کا کام اصلانہ کیا تھا،پھرجب اس کی موت کاوقت قریب آیاتواس نےاپنے بیٹوں کووصیت کی کہ اگرمیں فوت ہوجاوں تومیری لاش کوجلاکرآدھی راکھ دریاوں میں پھینک دینااورآدھی کوخشکی پرچھوڑدینا(کیونکہ)اگراللہ سبحانہ وتعالی نے مجھ پرگرفت کی تواللہ تعالی مجھے ایساعذاب کرے گاجوعذاب تمام جہانوں میں سے کسی کوبھی نہ کرے گا۔اورجب وہ مرگیاتواس کی اولادنے اس کے ساتھ ویساہی کیاجواس نے انہیں کہاتھاپھراللہ تعالی نے دریاکوحکم دیااس نے اس کی راکھ کاحصہ ایک جگہ جمع کردیااورخشکی کوبھی حکم فرمایااس نے بھی وہ حصہ ایک جگہ اکٹھاکردیا۔(پھراللہ نے اس کواپنے سامنے کھڑاکرکے ارشادفرمایاکہ تونےاپنے ساتھ یہ معاملہ کیوں کروایاتھا،اس نے کہااے رب تیرے خوف کی وجہ سے جس کوتوہی بہترجانتاہے اس کی وجہ سے اللہ تعالی نے اسے معاف کردیا۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہواکہ اگرچہ بظاہراسے اپناکوئی نیک عمل نظرنہیں آرہاتھابلکہ وہ اپنے اعمال سے ناامیدتھالیکن اس کے دل میں جواللہ تعالی کاخوف موجزن تھاجس کااندازہ اہل دنیاکواوراس کی اولادکوبھی نہ تھا۔لیکن اللہ تعالی کومکمل طورپرمعلوم تھاکہ اس میرے بندے کے دل میں میراکتناخوف ہے اس لیےاپنے علم کے مطابق اوراپنے خاص فضل وکرم سے اسے معاف کردیا۔حالانکہ اس کاکوئی بھی نیک عمل نہ تھا۔

اسی طرح ترمذی شریف اورابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ سیدناعبداللہ بن عمروبن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:کہ بے شک اللہ تعالی تمام امتوں کے سامنے قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کوجہنم کی آگ سے بچائے گااس شخص کے سامنے اس کے اعمال کے ننانوے دفترجوانسان کی حدنگاہ کے برابربڑے ہوں گے کھولے جائیں گے۔(یعنی جن میں اس کی برائیاں ہوں گی اس کی کوئی نیکی موجودنہ ہوگی۔)اسے کہاجائے گاکہ تجھے جوکچھ ان دفاترمیں ہے اس سے انکارہے؟کیامیرے لکھنے والوں نے تجھ سے ظلم کیاہے؟وہ کہے گاکہ اے میرے رب نہیں،دوبارہ پوچھاجائے گاکہ ان اعمال(برائیوں)کےلیے تیرے پاس کوئی عذرہے؟وہ کہے گااللہ نہیں؟پھراللہ سبحانہ وتعالی فرمائے گاہاں تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے بے شک آج تیرے ساتھ کوئی ظلم نہ ہوگا،پھرکاغذکاایک ٹکڑاترازوکے ایک طرف رکھاجائے گااورننانوے دفتردوسرے حصے میں پھرننانوے دفترہلکے پڑجائیں گے اوروہ کاغذکاٹکڑاوزنی ہوجائے گاپھراللہ تعالی کے اسم مبارک کے مقابلے میں کوئی چیزوزنی نہیں ہوگی۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہواکہ وہ آدمی اللہ تعالی کی توحیداورمحمد ﷺ کی رسالت پرپختہ ایمان ویقین رکھتاتھااورشہادتین پراسے مکمل استقامت تھی اوراس کااظہاراس نےاپنے اخلاص اورسچائی کے جذبے کے ساتھ کیاکہ صرف یہ ایک ایمانی قوت اس کے ننانوے دفاترپروزنی ہوگئی اوران کولاشئ محض بنادیااوراس کی یہ ایمانی قوت ترازومیں وزنی ہوگئی۔

بہرحال قیامت کے دن کامعاملہ اس طرح ہے :

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ (الانفطار:۱۹)

''اس دن(قیامت کے دن)کوئی شخص کسی کےلیے کسی چیزکامالک نہ ہوگابلکہ سارامعاملہ اللہ تعالی کے سپردہوگا۔''

اوراللہ تعالی اپنے مقرر کیے ہوئے معیار عدل وانصاف اور فضل وکرم کے مطابق فیصلہ فرمائے گا ممکن ہے کہ کسی بندے کے کئی سنگین جرم ہوں لیکن اللہ تعالی کے ہاں اس کی کوئی ایسی نیکی بھی ہوجواس کے تمام جرائم کو ختم کر کے اسے مغفرت سے نوازے یااس کی کوئی نیکی نہ ہولیکن اس کی ایمانی قوت اوراخلاص کا جذبہ اتنا قوی ہوکہ اس کی تمام برائیوں کو محض لاشئی بنادے ۔ لیکن یہ سب کچھ اللہ سبحانہ وتعالی کی مشیت اور علم کے مطابق ہی ہوگااس کے برعکس یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے سنگین گناہ مثلاترک نمازیاعدم ادائیگی زکوۃ وغیرہملاتنے پراثراورغالب ہوں کہ کسی طرح بھی اس کی کچھ عذاب وعتاب سے نجات نہ ہوپائے تواسے جہنم میں اللہ سبحانہ وتعالی کے نزدیک مقرروقت تک عذاب بھگتنا پڑے گا ۔

پھراس کے بعداللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اس کی مغفرت کر کے جنت میں داخل فرمادے گا ۔ بشرطیکہ وہ ان فرائض یا حرام وغیرہا کا منکرنہ ہولیکن اللہ سبحانہ وتعالی کے فضل عظیم اورلطف عمیم کے باوجودکوئی کہہ سکتا ہے کہ اسے وہ لطف وکرم ضروربالضرورقیامت کے دن حاصل ہوسکتا ہے کہ وہ شخص اللہ سبحانہ وتعالی کے ان بندوں کی لسٹ میں شامل ہی نہ ہوجن کے متعلق ازل سے ہی فیصلہ نجات ہوچکاہوبلکہ اس کا شماران مجرموں کی لسٹ میں ہوجن کی نجات بالکل ہی نہ ہوگی یاکچھ عذاب وعقاب جزاوسزاکے بھگتنے کے بعد نجات حاصل ہوگی ۔ ابتداء وہ اس مہربانی سے محروم رہ جائے ۔

لہذااللہ سبحانہ وتعالی کے خوف سے ہرسچے مومن کوایک لمحہ کےلیے بھی امن نہیں ہوتاکہ مومن ہوکرہاتھ پرہاتھ دھرے بیٹھ جائے بلکہ قرآن کریم اپنے مومنوں کی تعریف کرتا ہے جن کو ہروقت اللہ سبحانہ وتعالی کا خوف لاحق ہوتا ہے جس طرح ارشادفرمایا :

وَ لَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۲۷ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ (المعارج : ۲۷ ٬۲۸)

’’وہ مومن جواپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں کیوں کہ ان کے رب کا عذاب مامون (نہ ڈرکیا ہوا) نہیں ہے ۔‘‘

بہرحال مسئلہ زیربحث کے متعلق میں نےاپنے قصورعلم اوربے بضاعتی کے باوجود مکمل وضاحت کی ہے ۔ اگرصواب ہے تواللہ سبحانہ وتعالی کا فضل وکرم ہے اوراسی کی رہنمائی کا ثمرہے اگرمیں نے اس میں کوئی غلطی یاخطاکی ہے تووہ میرے نفس کی خامی اورمیرے ناقص علم کا قصورہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر411

محدث فتویٰ